# نثار عزیز بٹ کا ناول نگری نگری پھرا مسافر اور رحیم گل کا ناول جنت کی تلاش میں آدرشی کرداروں کا تقابلی جائزہ

**ماہ وش رحیم**

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور

**پروفیسر ڈاکٹر روبینہ شاہین**

پروفیسر شعبہ اردو جامعہ پشاور

## Abstract:

In Urdu literature, "novel" is a type of prose writings in which the facts of life are told in the form of a story. In other words, the novel is a pattern of combination of reality and imagination. Just as the novel has a prominent position in prose writings, so as the "Aadurshi" character in different types of characters in the novel.

"Aadursh" is a Sanskrit word which means "imaginative". The term refers to anything that is related to idea or imagination. In Urdu literature, the term refers to the highest idea or goal which the ultimate distinction of human actions, thoughts, desires and characters. A common man can live as he pleases, but a sensitive and a serious man goes through great hardship in his life. His this anguish arises from the conflict of reality and imagination. His thinking, his ideology and his mission are different from an ordinary man. He wants to fulfill his mission in the society but when his wishes are not fulfilled then his goals turn into "Aadursh" which give him the means to live. He tries to fulfill his ideology or mission in the society.

Nisar Aziz Butts novel "Nagri Nagri pehra Mussafer" and Rahim Guls novels "Jannat key Talash" have an "Aadarshi" characters. In these novel it is necessary to find out the "Aadarshi" characters, examine their ideas, mental thoughts and perceptions and then to compare them.

آدرش سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب تصورات، مثالی یا تخیل پرست کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ چیز جس کا تعلق خیالات سے ہے۔ فلسفے میں آدرش سے مراد وہ بلند ترین خیال یا اعلیٰ مقصد ہے، جو انسانوں کے اعمال، خیالات، خواہشات اور کردار کا نصب العین یا آخری

منزل ہے۔ جو اسے عام آدمی سے مختلف بناتا ہے۔ ان کے سوچنے کا انداز، نظریات اور تصورات دوسروں سے منفرد ہوتے ہیں۔ ان کے زندگی گزارنے کا ایک نصب العین ہوتا ہے۔ وہ نصب العین اور مقصد جب پورا نہیں ہوتا تو وہ انتشار کا شکار ہوتے ہیں۔ لاشعوری طور سے یہ محرومی اور انتشار کے احساس کو آدرش میں بدل دیتا ہے۔ جو اسے زندگی گزارنے کا وسیلہ مہیا کرتا ہے۔ وہ اپنے نصب العین کو معاشرے میں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

افلاطون نے برکلے تک تمام مثالی فلاسفر نے انسان کے تین آدرش بتائے ہیں صداقت، حسن اور نیکی ان کو اقدار حیات بھی کہتے ہیں۔

اردو ادب میں مختلف ادیبوں نے اسی قسم کے کردار تخلیق کیے ہیں ہر ادیب کا انداز تحریر دوسرے سے مختلف ہے۔ ان ادباء کے آدرشی کرداروں پر نفسیات کا گہرا اثر ہے جس طرح ممتاز مفتی کے ناول "ایلی پور کا ایلی"، عبد اللہ حسین کے ناول "اداس نسلیں"، احسن فاروقی کے ناول "سنگم"، صدیق سالک کے ناول "پریشر کُکر"، بانو قدسیہ کے ناول "راجہ گدھ"، نثار عزیز بٹ کے ناول "نگری نگری پھرا مسافر" اور رحیم گل کے ناول "جنت کی تلاش" میں ایسے ہی آدرشی کردار موجود ہیں۔ جو حساس اور غیر معمولی ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔ معاشرہ اس کے نظریات کو قبول نہیں کرتا لیکن وہ لوگوں کی پرواہ کیے بغیر اپنے نظریات کے پابند ہوتے ہیں۔ اور ممکنہ حد تک اپنے مقصد اور نظریات کو پانے کی کوشش کرتے ہیں ان کا مقصد اور نظریات اعلیٰ اور ارفع ہوتے ہیں۔ اور یہی اعلیٰ تخیل پھر ان کا آدرش میں بدل جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کردار ہمارے معاشرے و سماج کے بنائے گئے اصولوں سے اکثر منحرف ہوتے ہیں۔

نثار عزیز بٹ کے ناول "نگری نگری پھرا مسافر" 1955ء میں شائع ہوا۔ اس کا مرکزی کردار "افگار" ہے۔ جو ایک آدرشی کردار ہے۔ اس کی داستان کچھ یوں ہے۔ "افگار" پیدائشی طور پر ایک جذباتی لڑکی ہے وہ منصور سے بے انتہا محبت کرتی ہے اس کی ہر بات پر یقین رکھتی ہے۔ اور وہ منصور کو اور لوگوں سے مختلف سمجھتی ہے۔ منصور کو وہ اپنے ذہنی آدرش کے مطابق دیکھتی ہے اور بظاہر حقیقت سے نظر چراتی ہے۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ منصور بھی ایک عام آدمی کی طرح ہے اور اس کی محبت حقیقی نہیں مجازی ہے۔ تو وہ خاموشی سے دوری اختیار کر لیتی ہے۔ اصل میں "افگار" ایک ذہنی مریضہ ہے ابتداء میں وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب لوگ اس کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ اور یہی لوگ جب ان کے نظریات پر پورا نہیں اترتے تو وہ اپنے آپ کو دور کر دیتی ہے۔ ایسے کردار معاشرے میں بہت کم ہوتے ہیں۔ معاشرہ ان کو پاگل سمجھتا ہے اور ان کے نظریات اور خیالات کو تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن پھر بھی یہ کردار اپنی آدرشی دنیا کو آباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی سب کچھ "افگار" کے ساتھ بھی ہوا پہلے وہ منصور کو دل سے چاہتی تھی اور ان کی پوجا کرتی تھی لیکن بعد میں پھر منصور کو چھوڑ دیتی ہے۔ ایک لمحے کے لئے وہ اپنے آپ کو دنیا میں ایک مسافر کی طرح تنہا محسوس کرتی ہے۔ پھر اچانک وہ زندگی کا ایک نئے سرے سے آغاز کرتی ہے "افگار" کا یہ سفر ناول کے اختتام تک جاری و ساری ہے۔

اس کردر کا اگر کا تجزیہ کیا جائسے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ "افگار" ایک خود پرست اور ضدی لڑکی ہے اس نے اپنے آپ کو آدرشی خیالات میں مقید کر رکھا ہے وہ ان ہی خیالات کو درست اور اپنے لئے محفوظ خیال کرتی ہے۔ "افگار ایک بہادر، نڈر اور ہمت والی لڑکی ہے اور مشکل ترین حالات میں بھی شکست تسلیم نہیں کرتی ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے۔ وہ کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں۔ یہ کہ دل و دماغ میں ایک کشمکش ہر وقت رہتی ہے وہ ذات کے خلفشار کا شکار ہے وہ خود سے بر سر پیکار ہے اور باہر کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں۔ یہی انفرادی پہلو قاری کے لئے اول تا آخر کشش کا باعث بنتا ہے۔ جب ناول اختتام پذیر ہوتا ہے تو یہ کردار ہمارے ذہن سے چپک کر رہ جاتا ہے۔

"افگار" کے بچپن کا زمانہ محرومیوں سے عبارت ہے اور اس کی زندگی مایوسیوں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن اس کے برعکس قدرت نے اعلیٰ ذہنیت عطا کی ہے۔ وہ ٹی بی کی مریضہ ہے۔ زمانے کی گردش اس کی شخصیت کو پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن وہ کسی کے مکر و فریب میں نہیں آتی اور دلیری سے حالات کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس طرح وہ شعوری طور پر اپنے عمر سے آگے دوڑتی نظر آتی ہے۔ وہ تمام تر محرومیوں کا مقابلہ کرتی نظر آتی ہے جو آدرشی دنیا تخلیق کی ہے اس میں وہ اپنے مقصد کو ممکن حد تک پانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لیے وہ زندگی میں اندرونی اور بیرونی طور پر اپنے مقصد پانے کے لیے محو سفر ہے۔ وہ کسی کی داخلی زندگی میں مداخلت نہیں رکھتی بلکہ اپنے خوابوں کو پانے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ حالانکہ بہت سے لوگ اس کے زندگی میں دخل اندازی کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن وہ کسی سے متاثر نہیں ہوتی وہ صرف اپنے آپ سے یا اپنے نصب العین سے مرعوب ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے اردگرد کے سماجی بندھنوں سے آزاد ایک بے چین روح معلوم ہوتی ہے۔

"افگار" کی زندگی ایک مسلسل تلاش کا نام ہے۔ اندرونی طور پر وہ اپنے مقصد کی تلاش کے حصول میں سرگرم عمل ہے تو دوسری طرف اس کی خارجی زندگی میں ہر طرف محرومی ہی محرومی ہے۔ مثال کے طور پر اس کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو سینیٹوریم ہے۔ جیسا کہ سینیٹوریم کے مناظر، موت سے مقابلہ، دیگر کرداروں سے تعلقات استوار کرنا اور پھر منقطع کرنا اور اس کے کرب انگیز نتائج جس سے وہ کانپ جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے دل میں امید کی ایک کرن موجود ہے وہ سمجھتی ہے کہ اس دکھی اور غمگین ماحول میں وہ اکیلی نہیں، کچھ لوگ اس محرومیوں میں اس کے ساتھ شامل ہیں۔ پھر اس کے آدرشی خیالات اسے موت سے مقابلہ کرنے کا ہمت دیتے ہیں۔

اس ناول میں "افگار" کی پہلی محبت منصور سے ہوتی ہے اس کی نظر میں منصور بھی روحانی محبت پر یقین رکھتا ہے اور منصور اس کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن ایک دن افگار کے سارے خواب ٹوٹ جاتے ہیں جب منصور جسمانی قرب کا خواہاں ہوتا ہے۔ "افگار" کی خیالی دنیا تہس نہس ہو جاتی ہے اور منصور اپنے سنگھاسن سے گر جاتا ہے۔ پھر اس کی زندگی میں عرفان، عابد اور نعیم یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ عرفان اس کے مرض کے بارے میں جاننے کے باوجود "افگار" سے جذباتی لگاؤ رکھتا ہے لیکن "افگار" اسے بھی کھو بیٹھتی ہے کیونکہ عرفان بھی اسے عظیم آدرش پر پورا نہیں اترتا۔

"افگار" کے اس خیال کے متعلق ڈاکٹر خالد اشرف کہتے ہیں۔

> "نگری نگری پھرا مسافر" کی ہیروئن افگار جو انتہائی خواب زدہ اور رومان پرست ہے منصور سے محبت کرتی ہے
>
> لیکن عشق میں جدائی کی کسک برقرار رکھنے اور اپنے جزبہ عشق کو ابدی بنانے کے لئے اس سے شادی نہیں کرتی
>
> وہ اس قدر سیمابی مزاج کی حامل ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف مردوں کو اپنی طرف ملتفت کرتی ہے۔
>
> لیکن کسی کے ساتھ بھی کامیاب زندگی بسر نہیں کرپاتی اور آخر میں وہ تنہا رہ جاتی ہے"۔۔۔۔۔(1)

ٹی بی کی مریضہ ہونے کے باوجود "افگار" میں ایک کشش ہے اسی لئے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے تعلقات بناتی ہے لیکن سماجی بندھن شادی سے دور بھاگتی ہے کیونکہ یہ اس کے "آدرش" کے منافی ہے وہ روحانی محبت پر ایسا اعتبار رکھتی ہے کہ مادی دنیا اور اس کے تقاضے اسے عبث معلوم ہوتے ہیں۔ "افگار" کی زندگی میں منصور اور عرفان کے بعد عابد اور نعیم آتے ہیں نعیم اور عابد کے

بارے میں وہ ایک جیسا خیال رکھتی ہے۔ افگار کی نظر میں ان دونوں کرداروں میں کوئی خاص بات نہیں ہے اس لئے وہ دونوں کی محبت کو رد کر دیتی ہے۔

مجموعی طور پر "افگار" ایک مشکل پسند آدرشی کردار ہے۔ زمانے اور سماج کے قید و بند سے آزاد اپنی دنیا میں مگن ہے وہ زندگی کی بنیادی اصولوں سے الجھتی دکھائی دیتی ہے اور اپنے معیارات کے حصول کے لئے سرگرداں نظر آتی ہے۔ وہ زندگی کی خوشیوں سے اسی لئے محروم دکھائی دیتی ہے کہ اس کے ہاں سمجھوتے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی لئے وہ نارمل زندگی سے دور اپنے آدرش، امن خوشی اور سکون کی متلاشی ایک بے چین روح ہے۔

رحیم گل کا ناول"جنت کی تلاش" 1981 میں شائع ہوا جس کی کہانی تین کرداروں کی گرد گھومتی ہے۔ مرکزی کردار "امتل" ہے جو ایک خود پرست لڑکی ہے اس کردار کی خوبی یہ ہے کہ رحیم گل نے ایک خاص انداز نگارش اور انوکھے انداز کے ساتھ اس کردار کو پیش کیا ہے جو جدید معاشرے کا ایک ایسا انوکھا کردار ہے۔ یہ کردار ذہنی خلفشار کا شکار نظر آتا ہے۔ ناول کا سب سے جاندار کردار "امتل" ہے۔

مرزا ادیب کا یہ کہنا بجا ہے کہ۔

"جنت کی تلاش مثلث ہے وسیم، امتل اور عاطف کی۔

وسیم اور امتل بڑے جاندار کردار ہیں۔ زندگی آمیز زندگی افروز

مگر اس کے مقابلے میں عاطف ایک بے جان کردار ہے۔۔۔۔۔(2)

اس بیانیہ ناول کا سب سے جاندار کردار آدرشی کردار ہے جو اپنے منفرد افکار و نظریات کی وجہ سے تادیر قاری پر اپنی دھاک جمائے رکھتا ہے اور پھر رحیم گل کے پر اسرار افسانوی اور رومانوی انداز بیان نے اس کردار کو ابدی زندگی بخشی ہے۔ یہ کردار غیر معمولی ذہانت کا مالک ہے۔ اس کے افکار و نظریات مریضانہ نہیں بلکہ بہت دلچسپ، انوکھے اور رجائیت بھرے ہیں۔ زندگی کے ایک حادثہ نے اسے سب سے الگ کر دیا ہے۔ اس کی بے چین روح مسلسل محو سفر ہے اور اس کے بارے میں خود مصنف کا یہ کہنا قابل توجہ ہے۔

"یہ ایک ایسے بے چین روح کا سفر ہے جو عرفان ذات اور عرفان کائنات کے لئے بھٹک رہی ہے

یہ ایک بے چین روح کی کہانی ہے۔ میں نے جو کچھ اس زمین پر پایا، وہی آپ کو لوٹا رہا ہوں مگر

پھر بھی انسان سے انسان کی نفرت کی مذمت کرتا ہوں"۔۔۔۔۔(3)

اس کردار کو سمجھنے کے لئے بار بار اس ناول کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ "امتل" کو قدرت نے ایسے اعلیٰ ذہانت سے نوازا ہے کہ جس کا مقابلہ ہوشیار اور ذہین لوگ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کردار انسانی سوچ و سمجھ سے ماورا، الوہی اور مابعد الطبیعات سے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ رحیم گل نے اپنے فن و فکر کی ساری توانائیاں اس پر خرچ کی ہے۔ کہانی کے دیگر کردار اور خود کاری اس میں کھو سا جاتا ہے۔

"امتل" ایک نابغہ روزگار فرد ہے۔ جدید معاشرے سے جڑا یہ فرد شناخت کے مسئلہ سے بھی دوچار ہے اور زندگی کے مقصد کو پانے کے لئے سرگرداں ہے۔ اس کی بے سکون روح ان چیزوں سے الگ ہے جو عام معاشرہ اسے پیش کرتا ہے۔ اسے فطرت کی پناہ گاہ بھاتی ہے اسی لئے پاکستان کے شمالی علاقہ جات اس کی توجہ کا مرکز ہیں۔

دو دفعہ خودکشی کی کوشش کرنے والی "امتل" زندگی اور زندگی کے رویوں سے مایوس نظر نہیں آتی۔ اس کی بے چین طبیعت دنیا سے ناخوش ضرور ہے لیکن مایوس نظر نہیں آتی۔ وہ خوش رہنے کے لئے دنیا کا ہر تجربہ اور حربہ آزمانا چاہتی ہے۔ لیکن ہر پل فریب دیتی ہوئی زندگی اسے سکون کی طرف لے جاتی ہے جہاں وہ ممتا کے احساس میں ازلی وابدی خوشی سے آشنا ہو جاتی ہے۔

"یہی تو فریب نظر ہے۔ زندگی ہر پل دھوکہ دیتی ہے۔ پچھلے لمحوں کی یاد اور آنے والے لمحوں کا انتظار

سب بے کار باتیں ہیں۔ جو لمحہ گزر رہا ہے، وہی حیات ہے۔ اٹھائیس کی ہوں یا اٹھارہ کی۔ مجھے اس سے

کوئی فائدہ کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں موجود ہوں اور آپ کے سامنے ہوں۔

بس یہی لمحے زندگی ہیں"۔۔۔۔۔(4)

اگر نفسیاتی سطح پر اس کردار کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس کی ماں اس کی پیدائش کے وقت اپنے شوہر سے سخت نفرت کرتی ہے۔ "امتل" کو اس کا احساس ہے کہ اس کی پیشانی پر وہ نور نہیں جو اس کے ماں باپ کی محبت سے پیدا ہو سکتا تھا۔

"میرا کردار مکمل نہیں ہو سکتا۔ کم از کم میں اسے مکمل نہیں سمجھتی کیونکہ میرے وجود میں باپ کی محبت اور ماں کی

نفرت ایک ساتھ رچی بسی ہوئی ہے۔ اس لئے اگر میرے کردار میں تضاد ہے اور میں باقی لوگوں سے مختلف ہوں،

تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں محبت اور نفرت کی پیداوار ہوں۔

یہی میری اصلیت ہے اور لوگوں کو میری یہی صورت قبول کرنا پڑے گی"۔۔۔۔(5)

ایک آدرشی فرد کے لئے موت پناہ گاہ ہے لیکن "امتل" محسوس کرتی ہے اور اسے یہ خوف لاحق ہے کہ اگر مر کے بھی چین نا پایا تو کدھر جائیں گے۔ جس طرح ڈاکٹر ممتاز احمد خان لکھتے ہیں۔

"ناول جنت کی تلاش در حقیقت سچائی کی تلاش کا ناول ہے۔

جس کا اظہار امتل کے ذریعے ہوا ہے"۔۔۔۔۔(6)

مجموعی طور پر رحیم گل اس ناول میں ایک کامیاب کردار نگار ہے وہ "امتل" کے کردار کے ذریعے اپنا نظریہ زندگی پیش کرتے ہیں کہ انسان کے دکھ درد اور بے چینی اسے سرگرداں ضرور رکھتی ہے لیکن عرفان ذات کے بعد سکون اور راحت ضرور ملتی ہے۔

ان دونوں ناولوں کے کرداروں "افگار" اور "امتل" میں بنیادی بے چینی، اضطراب اور شناخت کا مسئلہ ایک جیسا ہے۔ البتہ رحیم گل کا زور قلم "امتل" کو زیادہ نمایاں رکھنے میں کامیاب ہوا ہے۔ "افگار" کے کردار کی وضاحت کے لئے نثار عزیز بٹ لکھتی ہے۔

"انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے جب گزرنے

پر آئے تو گدھوں، بچھوں، درندوں اور کیڑے مکوڑے

سے نیچے گر جاتا ہے۔ اوپر اٹھے تو پیغمبر، ولی، فلاسفر، فن کار اور معمار ہے"۔۔۔۔۔(7)

"افگار" بیمار ہے اور اس کی ذہنی حالت بھی اسی بیماری کے تحت ہے۔ اگر چہ اس کی بیماری جسمانی سطح پر اسے کھینچتی ہے لیکن اس کی روح اسے بلندی کی طرف لے جانے پر آمادہ نظر آتی ہے۔

"امتل" ایک حسین و جمیل لڑکی ہے بھرپور اور جوان۔ اس کے نچلے ہونٹ کے درمیان بننے والا دباؤ اسے مزید دلکش بنائے ہوئے ہے۔ زندگی کے متعلق اس کے نظریات اور فلسفہ دلچسپ اور دلکش ہے۔ "امتل" کا کردار ایک مثالی کردار ہے۔ افلاطون کی "یوٹوپیا" کی طرح اس میں مکمل ہونے کی ایک حسرت ناتمام ہے اور یہ حسرت ماں بننے کے عمل سے پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ بقول احمد ندیم قاسمی کے،

"امتل ایک مثالی کردار ہے۔ یہ ایک علامت ہے اس "یوٹوپیا" کی جیسے رحیم گل کے مزاج کی بنیادی

نیکی نے تخلیق کیا ہے، مگر رحیم گل کا کمال یہ ہے کہ وہ اس "یوٹوپیا" کو قاری پر مسلط نہیں کرتا بلکہ اسے الہام

کی طرح اس پر نازل کرتا ہے۔ وہ خود اپنی بنائی ہوئی مثالی اقلیم کے بعض تاریک گوشوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔

امکانات کے ساتھ ناممکنات کا بھی جائزہ لیتا چلا جاتا ہے اور آخر میں انسانی فطرت اور جبلت کی فتح کا پرچم

اپنی روح میں، اپنے لہو میں پھڑ پھڑاتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ یہ انسانی جبلت کے ساتھ ہی ناول نگار کی فتح بھی ہے"۔۔۔۔۔(8)

وہ معاشرتی تضاد سے نبرد آزما ہے۔ اسی بھی "افگار کی طرح خارجی حقائق سے ماورائی حقائق زیادہ عزیز ہے۔ لیکن دونوں میں ان حقائق کو پانے کی سعی الگ نظر آتی ہے ایک ماں بننے کے عمل سے اسے مکمل کرتی ہے اور دوسری راہ فرار حاصل کر لیتی ہے۔

دونوں تخلیق کاروں نے اپنے فلسفہ حیات اور نظریہ ادب کو نفسیاتی پس منظر میں پیش کیا ہے اور ادب میں اعلیٰ وارفع کرداروں کی تخلیق کی ہے۔ لیکن جہاں تک "افگار" اور "امتل" کے کرداروں میں تخلیقی کامیابی کا تعلق ہے تو "امتل" کی برتری ہر لحاظ سے ہے۔ اس میں رحیم گل کے اسلوب کا کمال بھی ہے کہ انہوں نے پوری توجہ، محنت اور محبت سے اس کردار کی تشکیل کی ہے اور ساتھ ہی ان کی ذہنی رفعت کی داد بھی دینی پڑتی ہے۔

## حوالہ جات


1-ڈاکٹر خالد اشرف، بر صغیر میں اردو ناول تقسیم کار، ایجو کیشنل پبلیشنگ ہاوس کوچہ پنڈت، دہلی 1994۔

2-مرزا ادیب، اذکار و افکار، مکتبہ میری لائبریری، لاہور 1988، ص، 411

3- رحیم گل جنت کی تلاش، رابعہ بک ہاوس اردو بازار لاہور 2009، ص، 6

4-رحیم گل جنت کی تلاش، رابعہ بک ہاوس اردو بازار لاہور 2009، ص، 26

5-رحیم گل جنت کی تلاش، رابعہ بک ہاوس اردو بازار لاہور 2009، ص، 32

6-ڈاکٹر ممتاز احمد خان اردو ناول کے ہمہ گیر سرو کا فیکشن ہاوس لاہور، 2012، ص، 134

7-نثار عزیز بٹ مجموعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 2009

8- احمد ندیم قاسمی، جنت کی تلاش، دیباچہ اگست 1977 لاہور، ص، 8